سعودی عرب کے سو سال

حرمین شریفین کی توسیع کا کام شاہ فہد کے دور میں سب سے زیادہ ہوا

سعودی عرب دنیا بھر کے مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز و محور ہے۔ کیونکہ اس سرزمین میں مسلمانوں کے مقدس مقامات بیت اللہ اور مسجد نبویؐ واقع ہیں..... سعودی عرب میں موجودہ حکمران خاندان کے اقتدار کو سو سال مکمل ہو گئے ہیں۔ اور آجکل سعودی عرب سمیت تمام اسلامی ممالک میں اس حوالے سے تقاریب منعقد ہو رہی ہیں.....پاکستان کے سعودی عرب سے تعلقات ہمیشہ مثالی رہے ہیں اور مشکلات کی ہر گھڑی میں دونوں ممالک نے بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کے سو سال مکمل ہونے پر پاکستان میں حکومتی سطح پر اہم تقاریب ہوئی ہیں۔ جو کسی بھی طرح سعودی عرب میں منعقد ہونے والی تقاریب سے کم درجے کی نہیں..... یہ سعودی بھائیوں کی پاکستان سے محبت کا ثبوت ہے کہ اس حوالے سے پاکستان میں ہونے والی تقریب میں شرکت کیلئے سعودی عرب سے ایک خصوصی وفد پاکستان آیا۔ جس کی سربراہی سعودی عرب کے وزیر اطلاعات ڈاکٹر فواد بن عبدالسلام الفارسی کر رہے تھے۔ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں پاکستان کی وزارت اطلاعات کے زیر اہتمام 27 جنوری کو منعقد ہونے والی یہ تقریب ہر لحاظ سے یادگار تھی۔ جس میں سعودی عرب کی تاریخ، نظامِ حکومت، اور حکمران خاندان کی خدمت کے حوالے سے پر مغز مقالے پیش کئے گئے۔

آل سعود کی تاریخ اٹھارویں صدی عیسوی سے شروع ہوتی ہے۔ جب شہزادہ محمد بن سعود جزیرۂ عرب کے وسط میں نجد کے علاقے کی امارتِ درعیہ کے حاکم تھے۔ یہ امارت جزیرۂ عرب کی چھوٹی امارتوں میں سے تھی۔ اس وقت جزیرۂ عرب کے باشندوں پر جہالت کا غلبہ تھا۔ جس کے باعث وہ متعدد خرافات میں مبتلا تھے۔

ان حالات میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی شخصیت منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ جنہوں نے اصلاحی دعوت کا بیڑہ اٹھایا۔ ان کا مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت نیز اسلام کی روحُ اور اس کے سر چشمۂ تعلیمات کی طرف لوگوں کو بلانا تھا۔ اس دعوت کے لئے قوت اور سہارے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حصولِ مقصد کی خاطر سیاسی اور دینی قوتیں یکجا ہوگئیں۔ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے تعاون سے سعودی اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی گئی، جو مختلف مراحل سے گزرنے کے باوجود ہنوز اس راہ پر گامزن ہے۔ آل سعود کے حکمرانوں نے روزِ اول سے دین کی حفاظت، دعوتِ اسلامی کی نشر و اشاعت اور امتِ اسلامیہ کے مسائل کی تائید و حمایت کو اپنا نصب العین سمجھا۔ الغرض یہ کہ انہوں نے فرمانِ الٰہی اور سنتِ رسول ﷺ کو اپنے نظامِ حکومت کی اساس بنایا۔ جس پر وہ آج تک عمل پیرا ہیں۔

درعیہ کی چھوٹی سی امارت سے آل سعود نے اپنی حکومت کا آغاز کیا۔ یہاں تک کہ جلد ہی ان کا دائرۂ نفوذ نجد، حجاز، عسیر، حضر موت، احساء، بحرین، بصرہ اور شام کے بعض حصوں نیز بغداد کے نواحی علاقوں تک وسیع ہوگیا۔ اس زمانے میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سعودی حکومت کے زیر تسلط تھے۔ چنانچہ عثمانی حکومت نے آل سعود کی قائم کردہ اسلامی ریاست کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا۔

جس کے نام پر عثمانی خلفاء عرب ممالک پر حکومت کے درمیان تصادم ہوا۔ جس کے نتیجے میں سعودی حکومت ۱۲۳۴ ہجری بمطابق ۱۸۱۸ء میں ختم ہو گئی۔

بعد ازاں امام عبدالرحمٰن بن فیصل جو سعودی حکومت کے آخری شہزادے تھے، کویت منتقل ہو گئے۔ ان کے ساتھ ان کے ہونہار بیٹے عبدالعزیز بھی تھے۔ جو اس وقت عہد طفولیت میں تھے۔ کویت جاتے ہوئے انہیں صحرا کی خشک گھاٹیوں اور سنگلاخ وادیوں سے گزرنا پڑا، جس کے نتیجے میں ان کے اندر صبر و تحمل اور استقامت کی خصوصیات بیدار ہوئیں۔ سرزمین کویت میں ان کا قیام حالات کا نتیجہ تھا۔ تاہم ان کے اندر وطن واپسی کا جذبہ نشوونما پاتا رہا۔ اس مدت میں انہوں نے اپنے ملک کو پنجۂ اغیار سے نجات دلانے کے لئے ضروری انتظامات کئے۔ مختصر یہ کہ جلاوطنی کے دور نے ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشی نیز ان کے ارادوں کو تقویت دی۔ چنانچہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ شاہ عبدالعزیز کو اس امر کا احساس ہو گیا کہ اب انہیں فوراً ریاض پر حملہ کر دینا چاہئے تاکہ وہ اپنے آباؤاجداد کی سرزمین کو واپس لے سکیں۔ جلد ہی ان کا خواب پورا ہو گیا اور وہ اپنے عزم وارادے کی بدولت جزیرہ عرب میں اپنے بزرگوں کی عظمتِ رفتہ کو بحال کرنے نیز عربی واسلامی تاریخ میں جزیرۂ عرب کو مسلمہ سیاسی مقام دلانے میں کامیاب ہو گئے۔

شاہ عبدالعزیز کے ہاتھ پر ریاض کی فتح مملکتِ سعودی عرب کی تشکیل کا نقطۂ آغاز تھی، جو تقریباً 25 سال میں پایۂ تکمیل کو پہنچی اس میں جزیرہ عرب کا تین چوتھائی حصہ شامل تھا۔ اس طرح پہلی متحدہ عرب حکومت قائم ہوئی، جو آج تک اسی طریقے پر کاربند ہے جس کی بنیاد سعودی حکومت کے بانی شاہ عبدالعزیز نے رکھی تھی۔ ان کے بعد شاہ سعود بن عبدالعزیز مسند اقتدار پر متمکن ہوئے ان کے بعد شاہ فیصل بن عبدالعزیز نے زمام حکومت سنبھالی ان کے انتقال کے بعد شاہ خالد بن عبدالعزیز آئے ان کی رحلت کے بعد مملکت سعودی عرب کے عوام نے اتفاق رائے سے خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز سے پیمان وفا باندھا اور رشتہ الفت استوار کیا۔ تاکہ وہ بھی اپنے آباؤاجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی حفاظت، دعوتِ محمدیؐ کی نشرواشاعت نیز امت مسلمہ کے مسائل کی تائید وحمایت کو اپنا نصب العین بنائیں۔

بے مثال سخاوت اور مثبت سوچ

۱۳۴۳ ہجری میں مکہ مکرمہ ان کے والد محترم بانی مملکت سعودی عرب شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی قلمرو کا حصہ بنا۔ اس سال ریاض میں فہد بن عبدالعزیز کی ولادت باسعادت ہوئی۔ انہوں نے ایسے عبقری اور یکتائے روزگار باپ کی گود میں پرورش پائی جس نے زندگی میں سخت جدوجہد کی ، بے آب وگیاہ صحرا میں آبلہ پائی کی اور جہالت وطوائف الملوکی کے خلاف آواز بلند کی تاکہ وہ ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھ سکیں جو اسلامی عقائد کے مطابق ہو نیز کتاب وسنت کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہو۔

فہد کے بچپن اور اوائل عمری کے تجربات نے ایسے وقت میں نشوونما پائی، جب کہ مملکت سعودی عرب اپنی تشکیل کے مراحل سے گزر رہی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ فہد کی عمر بھی بڑھتی گئی وہ اپنے والد محترم کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے جہاں وہ لوگوں کی باتیں سنتے سمجھتے تھے اور انہیں اپنے ذہن کے خانوں میں محفوظ کر لیتے تھے وہ مشاہدہ کرتے تھے، غور وفکر سے کام لیتے تھے اور فطری تجربات کے سرچشمے سے فیض یاب ہوتے تھے تاکہ حکومت کی ذمہ داریوں کا ادراک کر سکیں بعد ازاں اپنی صلاحیتوں کی بدولت جلد ہی وہ اس قابل ہو گئے کہ سیاسی معاملات کی باریکیوں کو سمجھ لیں اور اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں چنانچہ ان کے والد محترم جلالۃ الملک شاہ عبدالعزیز آل سعود نے انہیں متعدد بار بیرون ملک سرکاری مشن پر روانہ کیا۔ نیز مختلف مواقع پر بالخصوص قبائلی سرداروں اور ملک کے سربرآوردہ لوگوں کے اجتماع میں اپنی طرف سے شرکت کیلئے بھیجا اس سے شاہ فہد کو قبائلی امور نیز خانہ بدوش بدوؤں کے

معاملات کا گہرا علم حاصل ہوا۔

شاہ فہد نے ابتدائی تعلیم ایک مدرسے میں حاصل کی، جو ان کے والد محترم نے اپنے بیٹوں کی تعلیم کیلئے قائم کیا تھا بعد ازاں انہوں نے اپنی تعلیم سعودی عرب کے علمی اوارے میں مکمل کی جہاں انہوں نے عربی زبان اور اسلامی علوم و فنون پر دسترس حاصل کی اس کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے بیرون ملک گئے تا کہ عملی زندگی کو تجربے کی روشنی سے منور کر سکیں چنانچہ اس سلسلے میں انہوں نے دنیا کے متعدد ممالک کے دورے کئے۔ ۱۳۷۳ ہجری میں وزارت تعلیم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس میں ذمہ داری حیثیت وزیر ان کے سپرد کی گئی انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو بطریق احسن پورا کیا نیز ذہین تجربے کار اور فہیم لوگوں کی طرح مشکلات کا پامردی سے مقابلہ کیا مختصر یہ کہ انہوں نے اپنے آپ کو پوری طرح اس ذمہ داری کا اہل ثابت کیا۔

۱۳۸۷ ہجری میں شہزادہ فہد کی ذمہ داریوں میں اس وقت اضافہ ہوا جب شاہ فیصل مرحوم نے وزارت داخلہ اور دیگر ایجنسیوں کے علاوہ وزارتی کونسل کے امور کے نائب ثانی سیکنڈ ڈپٹی پریمیر کا منصب بھی انہیں تفویض کر دیا۔

۱۳۹۵ ہجری میں شاہ خالد مرحوم نے زمام حکومت سنبھالی۔ انہوں نے پہلے ہی فرمان کی رو سے اعلیٰ کونسل کا نائب صدر مقرر کر دیا۔ اس کے علاوہ شاہ خالد مرحوم نے انہیں کافی اختیارات دیئے تا کہ وہ ملک کو ترقی اور خوشحالی کی بلندی پر لے جا سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شہزادہ فہد نے ان اختیارات کا صحیح استعمال کرتے ہوئے متعدد ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کیا۔ جن کے نتیجے میں مملکت کی پیداواری صلاحیت اور ترقی کی شرح دوگنی ہو گئی۔ اس کے علاوہ سرکاری اداروں کی کارکردگی میں بھی نمایاں تبدیلی آئی۔

۱۴۰۳ ہجری میں شاہ خالد نے رحلت پائی۔ ان کے بعد خادم حرمین شریفین نے زمام حکومت سنبھالی تا کہ وہ ملک کی ترقی اور ابنائے وطن کی فلاح و بہبود کیلئے اپنی کوششوں کو مزید استحکام دے سکیں شاہ فہد بن عبد العزیز کے دور میں مملکت سعودی عرب تیزی سے ترقی اور خوشحالی کے راستے پر گامزن ہے ان کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کے موجب سرکاری ادارے ایسی حکمت عملی اپنا رہے ہیں جو شہریوں کی خوشحالی کی ضامن بن سکے نیز اسلامی شریعت کے مقرر کردہ دائرے میں رہ کر انفرادی ضرورت اور معاشرے کی ترقی کے درمیان توازن برقرار رکھ سکے۔

خادم حرمین شریفین کے دور اقتدار میں مختلف شعبوں نے زبردست ترقی کی ہے جو مملکت سعودی عرب کے استحکام کی دلیل ہے یہی وجہ ہے کہ عرب اور اسلامی ممالک نیز عالمی برادری کی نظروں میں مملکت کا مقام بہت بلند ہے ایک ماڈل ریاست ہونے کی بناء پر مملکت سعودی عرب تعریف و توصیف اور احترام کی مستحق ہے مساجد کے ریکارڈ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ دو ہزار سے زیادہ مساجد تعمیر کی گئیں اس کے علاوہ بیت الحرام اور مسجد نبوی کی توسیع و ترقی کا کام جامع منصوبے کے تحت جاری ہے۔

سعودی حکمرانوں کی شروع ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ حرم شریف اور مسجد نبویؐ طواف اور رکوع و سجود کرنے والوں کا مرکز رہیں ان میں کوئی ایسا کام نہ ہونے پائے جس سے حج و عمرہ یا عبادت کی ادائیگی میں خلل واقع ہو چنانچہ حفاظت نیز حجاج کرام کی سلامتی کیلئے ضروری انتظامات کرتی ہے وزارت داخلہ اور اس کی مختلف ذیلی ایجنسیاں حاجیوں کی حفاظت، دیکھ بھال اور ان کی جان و مال کی سلامتی کیلئے نیز مناسک حج کی ادائیگی کو آسان بنانے کیلئے ہمہ وقت مصروف کار رہتی ہیں تا کہ حج کے بعد حجاج کرام خیر و عافیت اپنے اپنے ملکوں کو واپس جا سکیں۔ وزارت داخلہ کی ایجنسیوں کا کام مملکت کے تمام ہوائی اڈوں نیز بری و بحری بندرگاہوں میں حجاج کے استقبال سے شروع ہوتا ہے تا کہ ان کے داخلے اور واپسی کے معاملات تیزی سے نمٹائے جا سکیں اس کے علاوہ ان کی گنتی کرنے نیز ان کے معاملات کو مزید آسان بنانے اور انہیں کسٹم و امیگریشن کے مراحل سے جلد فارغ کرنے کیلئے رائج الوقت زبانوں کے مترجمین کا تقرر کیا گیا ہے۔

حجاج کرام کی خدمت کیلئے وزارت داخلہ تمام سیکورٹی ایجنسیوں سے مدد لیتی ہے۔ایک ایجنسی "پولیس اسٹیٹس" کے نام سے سرگرم عمل ہے جس کی گاڑیاں ہر جگہ گشت کرتی رہتی ہیں تاکہ حاجیوں کی راحت و سلامتی کو یقینی بنایا جاسکے اسکے علاوہ وزارت داخلہ کا شہری دفاع کا محکمہ بھی آگ بجھانے کیلئے مستعد رہتا ہے اور حاجیوں کو احتیاطی تدابیر کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے جو انہیں آگ لگنے کی صورت میں اختیار کرنی چاہئیں۔ حجاج کرام کی راحت و سلامتی کو یقینی بنانے کیلئے ٹریفک کا محکمہ بھی اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتا ہے اور حاجیوں کو لے جانے والی گاڑیوں کی سہولت کیلئے ٹریفک کے انتظامات کو بہتر بناتا ہے وزارت داخلہ منشیات کی روک تھام کے سلسلے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے نیز اس امر کا خاص خیال رکھتی ہے کہ دوران حج کوئی تخریب کاری نہ ہو جس سے مناسک حج میں رخنہ پڑے یا حاجیوں میں خوف وہراس پھیلے۔

غلافِ کعبہ تیار کرنے والی فیکٹری

۱۳۹۲ ہجری میں غلاف کعبہ کیلئے نئی فیکٹری لگانے کا فیصلہ کیا گیا خادم حرمین شریفین نے جو اس وقت سیکنڈ ڈپٹی پریمیر اور وزیر داخلہ تھے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا تو انہوں نے اس کا افتتاح کیا اس فیکٹری میں بنائی اور خودکار چھپائی کے جدید ترین انتظامات موجود ہیں تاہم ہاتھ کی بنائی میں قدیم آلات کا بھی استعمال ہوتا ہے، کیونکہ ہاتھ کی بنائی کا کام اپنی باریکی، صفائی اور خوبصورتی کے لحاظ سے بڑی قدر و قیمت کا حامل ہے۔

ایک غلاف پر جس میں عمدہ قسم کا کپڑا اور سونے چاندی کے تاروں سے کاڑھی گئی قرآنی آیات شامل ہیں۔ تقریباً ۱۷ ملین (ایک کروڑ ستر لاکھ) ریال کی لاگت آتی ہے۔ خانہ کعبہ کے دروازے کا پردہ جسے برقع کہتے ہیں، اعلیٰ قسم کے سیاہ ریشمی کپڑے سے تیار کیا جاتا ہے جو قرآنی آیات اور خوبصورت نقش و نگار سے مزین ہوتا ہے۔ ہر سال نیا غلاف چڑھانے سے قبل خادم حرمین شریفین یا ان کے نمائندہ کی طرف سے خانہ کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے۔اس موقع پر مملکت میں متعین اسلامی ممالک کے سفارتی مشنوں کے سربراہوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے خادم حرمین شریفین پرانے غلاف کے ٹکڑوں اور پارچوں کو جن پر قرآنی آیات نقش ہوتی ہیں مملکت کے دورے پر آنے والے مہمانوں کو بطور ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

شاہ فہد قرآن کمپلیکس

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے زمام خلافت سنبھالی۔ ان کے دور خلافت میں مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف ہونے والی جنگوں میں حفاظ قرآن کی بڑی تعداد نے شہادت پائی اس صورت حال کے پیش نظر انہوں نے ضروری سمجھا کہ قرآن کریم کی حفاظت کا معقول بندوبست کیا جائے چنانچہ انہوں نے بقید حیات حفاظِ قرآن کو بلا کر انہیں تدوین قرآن کی ذمہ داری سونپی جس کے نتیجے میں پورا قرآن کریم تختیوں اور پارچوں پر محفوظ کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کا دور خلافت آیا۔ انہوں نے تختیوں اور پارچوں پر تحریر کردہ قرآن کریم کو سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا حکم دیا بعد ازاں انہوں نے اس کی متعدد کاپیاں کرائیں اور ممالک اسلامیہ میں تقسیم کرا دیں تاکہ تمام لوگ ایک ہی ترتیب اور ایک ہی انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کریں بقیہ نسخوں کو انہوں نے جلانے کا حکم دے دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد اسلامی ممالک میں چھاپے خانے قائم ہیں جن سے بڑی تعداد میں قرآن کریم کے نسخے چھپ کر نکلتے ہیں لیکن یہ نسخے طباعت کے لحاظ سے کتاب اللہ کی عظمت اور اس کی اہمیت کے مطابق نہیں ہوتے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی توفیق و

عنایت سے خادم حرمین شریفین نے قرآن کمپلیکس کی تعمیر کا فیصلہ کیا جو طباعت اور جدید مشینری کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کا حامل ہو چنانچہ محرم ۱۴۰۳ ہجری میں خادم حرمین شریفین نے اس عظیم الشان اسلامی پروجیکٹ کا سنگ بنیاد رکھا۔
اس کے دو سال بعد اس پروجیکٹ کا افتتاح ہوا اور مدینہ منورہ کو اس کے صدر مقام کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔ اس وقت سے یہ کمپلیکس خادم حرمین شریفین کی ہدایات کے مطابق اعلیٰ پیمانے پر چھوٹے بڑے مختلف سائزوں میں قرآن کریم کی طباعت کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ اس وقت قرآن کمپلیکس میں سالانہ ۸ ملین (۸۰ لاکھ) نسخوں کی طباعت ہوتی ہے مزید برآں دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے تاکہ قرآن کریم کو جو اللہ کی کتاب اور دین کی اساس ہے واضح انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔
قرآن کمپلیکس کی طرف سے دینی امور پر آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں بھی تیار کی جاتی ہیں تاکہ انہیں مملکت کے مختلف حصوں نیز دیگر عرب و اسلامی ملکوں میں مفاد عامہ کیلئے تقسیم کیا جا سکے اس کمپلیکس میں قرآن و سنت سے متعلق تحقیقی کام بھی ہوتا ہے جو بعد ازاں کتابی شکل میں عام استفادے کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔

سعودی عرب کو غریب ملکوں اور مسلم اقلیتوں سے خصوصی ہمدردی ہے اس پس منظر میں سعودی حکومت کی طرف سے دی جانے والی امداد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کے علاوہ دیگر ممالک کی طرف سے دی جانے والی امداد کے مقابلے میں سعودی امداد حجم کے لحاظ بھی انفرادی حیثیت کی حامل ہے اس امداد کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پس پشت کوئی سیاسی یا غیر سیاسی مقصد نہیں ہوتا بلکہ خالصتاً انسانی ہمدردی کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے جو خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کی حکیمانہ سیاست کا اہم جزو ہے تیسری دنیا کے غریب ملکوں نیز مسلم اقلیتوں کے تئیں اپنے مبنی بر انسانیت عمل کی توجیہ کرتے ہوئے انہوں نے بہت اچھی بات کہی تھی کہ سعودی عرب کی ترقی کا مقصد پوری دنیا میں انسانیت کی خدمت کرنا ہے سعودی عرب نہ صرف غریب ممالک کو امداد دینے والے ممالک میں سرفہرست ہے بلکہ تیسری دنیا ممالک میں بھی اپنے مرتبے اور مقام کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے اس وقت سعودی عرب دنیا کے غریب اور ترقی پذیر ممالک کو سب سے زیادہ امداد فراہم کرتا ہے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ سعودی عرب اپنی قومی آمدنی کا پانچ فیصد محتاج اور ضرورت مند لوگوں پر صرف کرتا ہے۔ جب کہ اس مد میں امریکہ جیسے مالدار ملک کی طرف سے دی جانے والی امداد اس کی قومی آمدن کا 1.5 فیصد بھی نہیں ہے۔ سعودی حکومت کی طرف سے مسلم اقلیتوں کی امداد کیلئے ہر سال کافی رقم مختص کی جاتی ہے اس کے علاوہ مسلم اقلیتی علاقوں میں متعدد اسلامی مراکز، مساجد نیز عربی زبان کی تعلیم کیلئے اسکولوں اور ہسپتالوں کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے تاکہ وہ باعزت طریقے پر زندگی گزار سکیں اور اپنی ضروریات کیلئے غیر مسلموں کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کریں جو اسلامی غیرت کے منافی ہے۔

سوویت یونین کی شکست و ریخت کے نتیجے میں وہاں کی مسلم اکثریتی علاقے آزاد اسلامی جمہوریتوں کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر ابھرے۔ اس موقع پر ان کے ساتھ تعاون کرنا اسلامی روایات کا تقاضا تھا کہ وہ سابقہ مستبد حکومتوں کی طرف سے معاشرے میں رائج کردہ برائیوں کی بیخ کنی کر سکیں نیز غیر اسلامی طریقوں کو بتدریج ختم کر کے خالص اسلامی نہج پر اپنے معاشرے کی تشکیل جدید کر سکیں مختصر یہ کہ سابقہ سوویت یونین کی آزاد اسلامی جمہوریتوں کو دی جانے والی سعودی امداد اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ سعودی حکومت پوری دنیا میں مسلمانوں کے تحفظ کیلئے کوشاں ہے۔ سعودی عرب کی مخلصانہ کوششوں کے نتیجے میں نو آزاد اسلامی جمہوریتوں میں بیداری آرہی ہے۔ چنانچہ بڑے پیمانے پر اسلام و مسلمانوں کی ترقی کیلئے کام ہو رہا ہے جس میں اسلامی جامعات سکولوں پیشہ ورانہ تعلیم کے اداروں، شفاخانوں اور دینی تعلیم کے مراکز کی تعمیر شامل ہے۔ اس کے علاوہ ان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کیلئے زبردست

مادی امداد دی جا رہی ہے جس کے نتیجہ میں وہاں پلوں اور سڑکوں کی تعمیر ہو رہی ہے نیز سرمایہ کاری کے متعدد منصوبوں کی منظوری دی جا رہی ہے جن سے عام مسلمان مستفید ہوں گے۔ ان جمہوریتوں کی ضروریات کے پیش نظر انہیں اناج، زرعی اجناس نیز دیگر اشیائے ضرورت فراہم کی جا رہی ہیں تاکہ وہ اپنے عوام کو اقتصادی بدحالی سے نجات دلا سکیں۔ مسلم اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے ضمن میں خادم حرمین شریفین نے یونان میں مسلمانوں کی حالت کو بہتر بنانے کیلئے وہاں قائم عرب اسلامی فلاحی تنظیم کو بھاری امداد دی جا رہی ہے جو مسلمانوں کی اجتماعی ترقی اور دین کی اشاعت کیلئے سرگرم عمل ہے اس وقت یونان میں مسلمانوں کی تعداد ۱۳۵۰۰۰ ہے۔

خادم حرمین شریفین نے اسپین کے دارالخلافہ میڈرڈ میں قائم اسلامی ثقافتی مرکز کو بھی بڑے پیمانے پر امداد فراہم کی ہے۔ یہ مرکز خادم حرمین شریفین کی ذاتی دلچسپی اور کاوش کے نتیجے میں قائم کیا گیا اور آج یورپ کے بڑے اسلامی مراکز میں گنا جاتا ہے مبالغہ آرائی سے کام نہ لیتے ہوئے یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس وقت یہ مرکز اپنی مخلصانہ کوششوں کے نتیجے میں اشاعت دین کا عظیم مرکز بن گیا ہے۔ اس مرکز میں میڈرڈ میں مقیم مسلمان دینی فرائض انجام دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اسلام اجتماعیت کا علمبردار ہے یہی وجہ ہے کہ دین کے تمام مظاہر میں یہ پہلو خاص طور پر نمایاں ہے آج جب کہ دنیا مادیت پرستی کے جال میں گرفتار ہے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ لوگ دینی، روحانی اقدار پر عمل پیرا ہوں اور اجتماعیت کے اصول پر کاربند رہتے ہوئے مسائل کے حل کے لئے باہمی اشتراک و تعاون کے جذبے کو فروغ دیں۔ سعودی حکومت کی طرف سے مسلم سوسائیٹیوں کو بھی ان کی سرگرمیوں کیلئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے کچھ تنظیمیں تو ایسی ہیں جن کی سرپرستی خود حکومت کرتی ہے مثلاً رابطہ عالم اسلامی اور اسی طرز کی دیگر رفاہی تنظیمیں جو اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کیلئے دنیا کے مختلف حصوں میں سرگرم عمل ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کا قیام

دنیا میں ابھی بھی ایسی حکومتیں ہیں جنہیں اسلام اور مسلمانوں سے پرخاش ہے۔ ان کی ہر ممکن کوشش یہ ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے یا ان کی اسلامی شناخت کو ختم کر دیا جائے ان حکومتوں کے متعصبانہ رویے کے پیش نظر اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں صحیح اسلامی فکر کی نشو و نما کی جائے ان میں باہمی اتحاد پیدا کیا جائے اور ان کی قوت کو مجتمع کیا جائے تاکہ وہ اسلام دشمن قوتوں کے آگے سینہ سپر ہو سکیں ان مقاصد کی تکمیل کے لئے مکہ مکرمہ میں اسلامی سربراہ کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کی گئی چنانچہ ذی الحجہ ۱۳۸۱ ہجری میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اسلامی ممالک کے مابین مضبوط اتحاد کی تشکیل پر غور و خوض کیا گیا نیز غیر ممالک میں مقیم غریب مسلمانوں کی مدد کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا گیا تاکہ وہ صحیح معنی میں اسلام کے تقاضوں کو پورا کر سکیں اور باعزت طریقے پر زندگی بسر کر سکیں، کانفرنس کی منظور کردہ تجاویز کے نتیجے میں رابطہ عالم اسلامی کا قیام عمل میں لایا گیا تاکہ وہ اسلام دشمن قوتوں کی یورش سے اسلامی اتحاد کو محفوظ رکھے اس مقصد کیلئے دنیائے اسلام کے ممتاز علمائے دین پر مشتمل تاسیسی مجلس کی تشکیل کی گئی۔ رابطہ عالم اسلامی کو مدد بہم پہنچانے میں سعودی حکمرانوں نے ہمیشہ گہری دلچسپی کا اظہار کیا تاہم خادم حرمین شریفین نے اس ضمن میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے انہوں نے بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیوں کا بغور جائزہ لیتے ہوئے اس حقیقت کا ادراک کر لیا تھا کہ جدید بین الاقوامی نظام فی الواقع ایک نئے سیاسی بلاک کا علمبردار ہے جس کے اثرات یورپ اور سوویت یونین میں واضح ہو رہے ہیں۔

اسلامی ریلیف تنظیم

یہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی کی ذیلی تنظیموں میں سے ہے اس کے قیام کا مقصد دنیا کے مختلف حصوں میں مستحق مسلمانوں کو امداد بہم پہنچانا ہے جو نقد و جنس کی شکل میں ہوتی ہے اس کے علاوہ یہ تنظیم مختلف نوعیت کے اور بھی امدادی کام سرانجام دیتی ہے۔ اسلامی ریلیف تنظیم دنیا کے پانچ براعظموں میں واقع ۵۰ ملکوں میں سرگرم عمل ہے اور طب، تعلیم اسلامی آگہی نیز سماجی بہبود کے شعبوں میں کافی کام کر رہی ہے اپنی پیہم کوششوں کے نتیجے میں اس تنظیم نے مذکورہ بالا شعبوں میں قابل قدر پیش رفت کی ہے۔ اسلامی ریلیف تنظیم ایشیائی ممالک میں خاص طور پر سرگرم عمل ہے اس کے بعد افریقہ، جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا میں وہاں کی مقامی ریلیف کمیٹیوں کے ساتھ مل کر فروغ انسانیت کیلئے اہم خدمات انجام دے رہی ہے۔

اس تنظیم نے سوڈان، جزائر قمر، برازیل، کینیا، پاکستان، صومالیہ، بورکینا فاسو، چاڈ، نائیجیریا، بنگلہ دیش میں ۲۰ سے زیادہ ڈسپنسریاں قائم کی ہیں جو غریبوں کو مفت علاج کی سہولیات فراہم کر رہی ہیں۔ مبالغہ آرائی سے کام نہ لیتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت اسلامی ریلیف تنظیم عالم اسلام میں صحت و تندرستی سے متعلق اداروں کے قیام کیلئے عظیم منصوبے پر عمل درآمد کر رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ تنظیم پیشہ ورانہ تربیت کے متعدد مراکز بھی چلا رہی ہے۔ تاکہ بے روزگار اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مختلف فنون کی عملی تربیت دے کر ان کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کر سکے۔ اس وقت ہزاروں خاندان تنظیم کے قائم کردہ رفاہی منصوبوں سے مستفید ہو رہے ہیں جن میں مویشی پالن اور پولٹری فارم وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اس تنظیم نے بنگلہ دیش میں سیلاب سے متاثرہ افراد نیز سری لنکا، لبنان، برما اور یوگنڈا میں خانہ جنگی سے متاثرہ افراد اور فلپائن میں تیز و تند آندھیوں سے متاثرہ افراد کی آبادکاری کیلئے بڑے پیمانے پر تعمیری کام کیا ہے۔ "سنابل خیر" کا پروجیکٹ اسلامی ریلیف تنظیم کے کامیاب ترین پروگراموں میں سے ہے۔ اس کے مقاصد اشاعت دین کی ترقی اور صحیح فکر اسلامی کی نشوونما کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ ان مقاصد کی تکمیل کیلئے متعدد فلاحی منصوبوں پر عمل درآمد کیا جارہا ہے، جن میں اہل خیر حضرات نے بہت تعاون کیا ہے، چنانچہ ۱۴۱۱ ہجری میں ان کے عطیات کی مجموعی رقم ۱۰ ملین ریال سے بھی زیادہ تھی۔

مزید برآں اسلامی ریلیف تنظیم نے سرمایہ کاری سے متعلق خصوصی کمیٹی تشکیل دی ہے جو ان عطیات کو سرمایہ کاری کی غرض سے متعدد منصوبوں میں لگاتی ہے، تاکہ ان سے حاصل ہونے والے سالانہ منافع کو تنظیم کے فلاحی پروگرام پر عمل درآمد کرنے کیلئے صرف کر سکے۔ (بشکریہ: ماہنامہ شہادت اسلام آباد)

ضروری اطلاع

احباب نوٹ فرمالیں۔ جامعہ اثریہ سے متعلقہ تمام ٹیلی فون نمبرز تبدیل ہو گئے ہیں۔

جہلم کا کوڈ نمبر 0541

جامعہ علوم اثریہ جہلم کے نئے ٹیلی فون نمبرز:

1- مرکزی جامع مسجد چوک اہلحدیث 613670

2- جامعہ علوم اثریہ، اثریہ روڈ 613671 — 3- فیکس نمبر جامعہ اثریہ 613672

4- جامعہ اثریہ للبنات 613673 — 5- جامعہ اثریہ لبنات 613674